قرآن مجید کیا ہے؟

(۱)

حضرت مولانا محمد ادریس میرٹھیؒ

کیا قرآن مجید اللہ جل وعلیٰ کا ازلی وابدی کلام ہے اور آسمانی کتاب جو جبرئیل علیہ السلام کے ذریعہ رسول اللہ ﷺ پر اتاری گئی ہے؟

یا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اخلاقی، روحانی اور مذہبی تجربات ہیں اور ایک آواز ہے جو زندگی کی حقیقی گہرائیوں سے بلند ہوتی اور رسول اللہ ﷺ کے قلب سے پوری شدت کے ساتھ ٹکراتی اور شعور کی سطح پر نمودار ہوتی ہے؟

نیز قرآن اور وحی الٰہی پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات سے خارج، ماوراء اور جبرئیل علیہ السلام کے ذریعہ آپ پر معروض ہے؟

یا آپ کی اعلیٰ وارفع ذات کا داخلی، روحانی ارتقاء ہے، نہ کسی بھی خارجی ہستی (جبرئیل علیہ السلام) کا اس میں مطلق دخل ہے، نہ ہی جبرئیل علیہ السلام کوئی خارجی ہستی ہے؟

یا قرآن مجید پورا کلام اللہ بھی ہے، اسی طرح پورے کا پورا محمد ﷺ کا کلام بھی ہے؟

قرآن مجید، وحی الٰہی، جبرئیل امین علیہ السلام اور رسول اللہ ﷺ کی ذات مقدس سے متعلق یہ چند اہم اور بنیادی سوالات ہیں جن کے جوابات کے لئے ہم اول خود قرآن مجید کی طرف ہی رجوع کرتے ہیں، اس لئے کہ کسی کے متعلق سوال کا جواب وہی معتبر مانا جاتا ہے جو وہ خود بتا دے:

آفتاب آمد دلیل آفتاب

علاوہ ازیں ایک خدا پرست مومن مسلمان کے لئے تو ''مَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللهِ قِيْلاً'' (اللہ سے بڑھ کر اور کس کا قول (بیان) زیادہ سچا ہے؟) کے تحت اللہ جل وعلیٰ کے بیان کے سامنے اور کسی بھی ہستی کا تحقیقی بیان (چاہے وہ افلاطونِ وقت ہی کیوں نہ ہو) لائق اعتناء والتفات ہو ہی نہیں سکتا۔

www.banuri.edu.pk

قرآن اللہ جل وعلیٰ کا کلام ہے

ہٹ دھرم مشرکین وکفار مکہ رسول اللہ ﷺ کو ''لاجواب'' کرنے کی نیت سے کہا کرتے تھے: ''لولا یکلمنا اللہ؟'' یعنی اللہ تم ہی سے بات کرتا ہے، ہم سے بات کیوں نہیں کرتا؟

اللہ جل وعلیٰ نے آیت کریمہ میں اس کا جواب دیا ہے:

''وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللّٰهُ إِلَّا وَحْياً أَوْ مِنْ وَّرَاءِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلاً فَيُوْحِيَ بِإِذْنِهِ مَا يَشَاءُ إِنَّهُ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ ''. (الشوریٰ:۵۱)

ترجمہ:...... ''کسی بھی بشر کی یہ مجال نہیں کہ اللہ اس سے بات کرے بجز اس کے کہ وحی کے طور پر (بات کرے) یا (مانع رؤیت نوری) پردے کے پیچھے سے (بات کرے) یا کسی قاصد (ایلچی) کو بھیجے، پس وہ (قاصد) جو بات اللہ چاہے (اس بشر کے پاس) پہنچادے، بیشک وہ اللہ بہت ہی بلند (کائنات سے ماوراء) بڑی ہی حکمتوں والا ہے''۔

یعنی نہ اللہ جل جلالہ کی عظمت وجلال کے ہی شایانِ شان ہے کہ وہ اپنی ایک ''ماء مھین'' (حقیر پانی) سے پیدا شدہ مخلوقِ ضعیف، بشر سے رُو در رُو بات کرے اور نہ ہی اللہ کے کلام کے ''ملکوتی ولاہوتی ثقل'' اور گرانی کی کوئی قوی سے قوی مادّی مخلوق، حتی کہ پہاڑ بھی۔ متحمل ہوسکتی ہے۔ ہاں! اس علیم وحکیم خالقِ کائنات نے اپنے لامحدود علم وحکمت کے تحت انسانوں تک (کہ وہی اس کلام کے مخاطب ومکلّف ہیں) اپنا کلام (قرآن) پہنچانے کی مذکورہ ذیل تین صورتیں نکال دی ہیں۔

اللہ جل وعلیٰ کے کلام کی تین صورتیں

چنانچہ مذکورہ بالا آیت کریمہ میں اولاً منکرین کا جواب دینے کے علاوہ ایک عام اصول اور سنت اللہ کے طور پر اللہ جل وعلیٰ سے شفاہاً (آمنے سامنے) کلام کرنے کے، بشری قدرت واستطاعت سے خارج ہونے کی بناء پر نفی فرمائی ہے، اس کے بعد بطور استثناء تین طریق پر اللہ جل وعلیٰ کے کسی بشر سے کلام فرمانے کا اثبات فرمایا ہے۔

۱...... ایک بطور وحی بات کرنا یعنی دل میں بات ڈال دینا۔

۲...... دوسرے پردے (رؤیت سے مانع نور) کے پیچھے سے بات کرنا۔

۳...... تیسرے کسی رسول (قاصد) کے ذریعہ اپنی بات پہنچا دینا اور اس نفی اور اثبات کی وجہ بھی بیان فرمادی کہ اللہ جل وعلیٰ کی ذات اقدس تمام کائنات سے اعلیٰ وارفع اور وراء الوراء ہے، کسی کی رسائی اس تک ممکن نہیں کہ اس سے بات کرے ''إِنَّهُ عَلِيٌّ'' ساتھ ہی وہ بڑی حکمتوں والا

www.banuri.edu.pk

ہے، اس لئے اس نے مذکورہ بالا تین طریق پر کلام کرنے کی راہ نکال دی ''إِنَّهٗ حَكِيْمٌ'' بالفاظِ دیگر ''عَلِيٌّ'' نفی کی دلیل ہے، ''حَكِيْمٌ'' اثبات کی دلیل ہے۔

قرآن (اللہ کا کلام) تیسری صورت میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا ہے۔

اس آیت کریمہ کے فوراً بعد دوسری آیت میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خطاب کرکے آگاہ فرماتے ہیں کہ ہم نے تمہارے پاس اپنا کلام (قرآن) مذکورہ بالا تین طریقوں میں سے تیسرے طریق پر یعنی بذریعہ رسول (قاصد) بھیجا ہے اور یہ کہ یہ ہمارا کلام جو ہم نے بھیجا ہے یہ کائنات کی ظلمتوں کو دور کرنے والا ایک نور ہے۔

جبرئیل کون ہیں؟

اسی کے ساتھ ساتھ اول اس رسول کے ملکی اوصاف بیان فرماتے ہیں اور پھر ان کا نام بھی بتلا دیتے ہیں، ارشاد ہے:

''وَكَذٰلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ رُوْحاً مِّنْ أَمْرِنَا مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتَابُ وَلَا الْإِيْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنَاهُ نُوْراً نَّهْدِيْ بِهٖ مَنْ نَّشَاءُ مِنْ عِبَادِنَا''۔ (الشوریٰ:۵۲)

ترجمہ:......''اسی طرح ہم نے (اے نبی!) تمہارے پاس اپنے امر (حکم) سے، ایک روح (جبرئیل) کے ذریعہ وحی بھیجی ہے (اس سے پہلے، تم نہیں جانتے تھے کہ (آسمانی) کتاب کیا (ہوتی) ہے اور کیا ہے (اس پر) ایمان (لانا) لیکن ہم نے اس (قرآن) کو نور بنایا ہے جس سے ہم اپنے بندوں میں سے جس کو چاہیں ہدایت فرمادیتے ہیں''۔

اس آیت کریمہ میں اس (ملکی) رسول (قاصد) کو جس کے ذریعہ اللہ جل وعلیٰ نے نور یعنی قرآن کو بھیجا ہے ''أَوْحَيْنَا'' کی مناسبت سے روح سے تعبیر فرمایا ہے، جیسے ''یرسل'' کی مناسبت سے پہلی آیت میں رسول سے تعبیر فرمایا تھا، لیکن سورۃ النحل میں اس رسول کو روح القدس کے لفظ سے تعبیر فرماکر اس ملکی رسول کے ''ملکوتی تقدس'' سے آگاہ فرمایا ہے، ارشاد ہے:

''قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ''. (النحل:۱۰۲)

ترجمہ:......''(اے نبی!) تم کہہ دو اس (قرآن) کو تمہارے رب کی جانب سے روح القدس نے حق کے ساتھ اتارا ہے''۔

اور سورۃ الشعراء میں ''الروح الامین'' کے لفظ سے تعبیر فرماکر اس رسول کی ''امانت'' (یعنی

www.banuri.edu.pk

بغیر کسی ادنیٰ تصرف کے اللہ کا کلام پہنچادینے) کے متعلق اطمینان دلایا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی بتلا دیا ہے کہ یہ کتاب عربی زبان کی ہے، ارشاد ہے:

”وَإِنَّهُ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْأَمِيْنُ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ“. (الشعراء:۱۹۲،۱۹۳،۱۹۴،۱۹۵)

ترجمہ:.......”اور بیشک وہ (قرآن) اتارا ہوا ہے پروردگار عالم کا، اس کو اتارا ہے امانت دار (فرشتہ) نے تمہارے دل پر، تاکہ تم بھی خبردار کرنے والوں (انبیاء و رسل) میں شامل ہوجاؤ خالص عربی زبان میں“۔

اور سورۂ بقرہ کی آیت کریمہ ذیل میں اس رسول، روح، روح القدس، الروح الامین کا نام بھی بتلا دیا، ارشاد ہے:

”قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلٰى قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقاً لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ“. (البقرۃ:۹۷)

ترجمہ:.......”(اے نبی!) تم کہہ دو: (جو جبرئیل کا دشمن ہو (ہوا کرے) پس بیشک اس نے تو اس (قرآن) کو اللہ کے حکم سے تمہارے دل پر اتارا ہے جو سچ بتانے والا ہے اس (کتاب آسمانی) کو جو اس سے پہلے ہے اور رہنمائی وخوشخبری ہے ایمان والوں کے لئے“۔

اور سورۂ تکویر میں اس ملکی رسول کی عالم ملکوت میں عزت، عظمت، منزلت اور تمام فرشتوں پر سیادت یعنی اقتدارِاعلیٰ سے آگاہ فرما کر یقین دلایا ہے کہ یہ کوئی معمولی درجہ کا فرشتہ نہیں ہے، بلکہ تمام عالم ملکوت میں سردار اور رب العرش العظیم کا سب سے مقرب فرشتہ ہے، اس لئے کہ جتنی عظیم ہستی کو قاصد بنا کر بھیجا جاتا ہے اتنی ہی ایک طرف اس کلام کی صداقت وواقعیت کی ضمانت ہوتی ہے، دوسری طرف مرسل الیہ (جس کے پاس بھیجا جاتا ہے) کی عزت افزائی اور پیغام بھیجنے والے (مرسِل) کے نزدیک اس کی قدر ومنزلت کا اظہار ہوتا ہے، ارشاد ہے:

”إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ذِىْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِى الْعَرْشِ مَكِيْنٍ مُطَاعٍ ثَمَّ أَمِيْنٍ“. (التکویر:۱۹،۲۰،۲۱)

ترجمہ:.......”بیشک وہ (قرآن) ایک معزز قاصد کا (لایا ہوا) قول (کلام) ہے جو بڑی (روحانی) قوت والا ہے، عرش والے (مالک الملک) کے ہاں بڑے مرتبہ والا ہے، وہاں (سب کا) سردار ہے امانت دار (ثقہ اور معتمد) ہے“۔

(جاری ہے)

www.banuri.edu.pk